الحاج ابراہیم یوسف باوا (برطانیہ)

عورت اور فیشن

عورتوں کا اپنے شوہروں کے لیے بناؤ سنگھار کرنا، اچھے لباس پہننا احسن اور نہایت اجر و ثواب ہے۔ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کے سامنے میلی کچیلی رہتی ہیں وہ گویا اپنے شوہروں کو بدنگاہ بناتی ہیں جس سے کئی فتنے فساد اٹھتے ہیں اور وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کے سامنے بن ٹھن کر آتی ہیں وہ اپنے شوہروں کو کئی برائیوں سے بچاتی ہیں۔ اور کسی کو برائی سے بچانا بھی اجر و ثواب ہے، اور یہ کہ آپس میں محبت بڑھتی ہے اور اُن کا گھر بھی ہرا بھرا خوشحال رہتا ہے۔

عورتوں کا اپنے محرم (جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں) کے سامنے بناؤ سنگھار کرنا جائز تو ہے لیکن اس دورِ فتن میں اس سے احتیاط کرنا ضروری ہے۔ بہت سارے ایسے واقعات پڑھنے اور سننے میں آتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! آج کے "ترقی کے دور" میں تو کئی واقعات ایسے پڑھنے اور سننے میں آتے ہیں کہ بھائی اور باپ سے بلکہ بیٹے سے بھی برائی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ "جو باتیں بنی اسرائیل میں ہوئیں وہ ٹھیک ٹھیک سب میری اُمت میں ہوں گی، حتیٰ کہ اگر اُن میں سے کسی نے بے محابہ اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری اُمت میں بھی کوئی ایسا بدبخت ہوگا جو اس بے حیائی کا ارتکاب کرے گا" (ترجمان السنہ جلد ۱ صفحہ ۳۱)

عورتوں کا غیر محرم کے سامنے فیشن کرنا تو درکنار نکلنا بھی جائز نہیں۔ کسی کے دریافت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دیور تو موت ہے"۔ یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر کے افراد سمجھ کر عورتیں بے پردہ ہو جاتی ہیں حالانکہ یہ ناجائز اور حرام ہے اور اس سے فتنہ اور برائی میں پڑ جانے کا زیادہ خطرہ ہے۔

جو عورتیں "غیروں کے لیے" فیشن کرتی ہیں وہ دراصل شیطان کی بیٹیاں اور یہود و نصاریٰ کی ایجنٹ ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی عورتوں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والیاں اِس قدر برائیوں میں مبتلا ہیں کہ جسے زیرِ قلم لایا ہی نہیں جا سکتا۔ بس اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اگر کتوں اور سوروں کو تھوڑا بھی سمجھنے اور جاننے کا شعور ہوتا تو ان کی زندگیوں پر لعنت بھیجتے، یہ قوم تو ایسی ہے کہ کتوں سے زنا کرواتی ہیں اور ہم میں سے بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ اُنکی "آزاد زندگی" کو دیکھ کر رال ٹپکاتے ہیں۔

یاد رکھیے! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

○ جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ اُنہی میں سے شمار ہوگا۔ (ماہنامہ الشریعہ ۲-۳-۴)

○ تم ضرور گذشتہ لوگوں (مراد یہود و نصاریٰ) کے قدم بقدم چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر اُن میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوگا تو تم بھی ضرور داخل ہوگے۔ (ترجمان السنہ جلد ا ص۳۰)

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیروں کے ساتھ مشابہت سے منع فرمایا، روایت میں ہے کہ :۔

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس کے علاقوں کے مسلمانوں کو تحریری حکم فرمایا کہ تم مشرکوں کی ہیئت اور لباس سے دور رہنا، اور شام کے عیسائیوں پر جو شرائط عائد کی تھیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ لباس، ٹوپی، عمامہ، جوتے اور سر کی مانگ وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہیں کریں گے" (الشریعہ ۲-۳-۴۰ از مولانا کاندھلویؒ)

فیشن تو فیشن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عبادات میں مشابہت ہونے اور کرنے سے منع فرمادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے تحقیق فرمائی تو معلوم ہوا کہ یہودیوں کے نزدیک عاشورہ کا دن بڑا با عظمت ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُنکی قوم کو فرعون سے نجات بخشی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کردیا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم بہ نسبت تم (یہود) سے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ زیادہ مناسبت اور حق رکھتے ہیں، پھر آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا" (الزواہر جلد ا ص۲۴۹)

"دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک (زندہ) رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا" (حق چار یار ۲-۱-۴)

اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اُمت کو چاہیئے کہ عاشورہ کا نفل روزہ رکھے اور مشابہت سے بچنے کے لیے نویں یا گیارہویں محرم کا روزہ بھی رکھ کر دو روزے رکھ لے۔ بعض روایات میں ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد عاشورہ کے روزے سب سے بہتر ہیں۔ (واللہ اعلم)

معلوم ہوا کہ کسی قوم کے ساتھ کسی طرح کی مشابہت ہوتی ہو تو اسے ترک کرنا لازم ہے ——— اب آیئے چند اُن کاموں کی طرف جن میں عورتیں فیشن کے نام سے ملوّث ہیں :۔

بال :۔ عورت کے لیے زینت کا سامان اور ستر میں داخل ہیں، حتیٰ کہ کنگھی کرنے سے جو بال ٹوٹ جاوے اس کو بھی غیر محرموں کی نظر سے بچانا لازم اور ضروری ہے، اس کا بلا عذر کٹوانا یا کتروانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ حدیث پاک میں ایسی عورت پر سخت وعید بتائی گئی ہے۔ (دارالافتاء والارشاد ۲ ص۹۱)

عورتوں کو مردوں کی (بال کٹوا کر) مشابہت کرنا حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (اقراء ۵-۱-۸۹)

پلکیں بنانا:- پلکیں بنانے کا فعل جائز نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔ (الفاروق ۶-۳-۲۶)

لپ اسٹک:- اکثر لارڈ، یعنی خنزیر کے گُردہ کی چربی سے بنائی جاتی ہے جس کا استعمال ناجائز اور حرام ہے۔ لپ اسٹک اور ناخن پالش لگی ہوئی صورت میں چکنائی کی وجہ سے پانی سرک جاتا ہے، اس لیے ایسی حالت میں نہ فرض غسل ادا ہوگا اور نہ وضو، پھر اگر کوئی ایسی حالت میں نماز بھی پڑھے یا قرآن پاک چھوئے تو مُرتکب گناہ ہوگا۔

لباس:- آجکل فیشن پرست عورتیں اتنا باریک لباس پہنتی ہیں یا لباس کی کٹنگ ایسی کرتی ہیں جس سے جسم ظاہر ہوتا ہے، اس میں کئی قسم کی برائیاں ہیں جو ناجائز اور حرام ہیں۔ جیسا کہ ننگاہ کا گناہ، کسی کو اپنی طرف مائل کرنا یا کسی کا مائل ہونا، خواہشات کا بھڑکنا وغیرہ ــــ مغربی ممالک کی عورتیں تو جانوروں سے بدتر ہو چکی ہیں اور انسانیت کا دن رات جنازہ نکالتی رہتی ہیں، اُن سے ہماری مسلمان عورتوں کا کیا واسطہ؟

شکل وصورت:- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے "ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے" اور ہم ہیں کہ میک اپ کر کے اور تغیر کر کے اس میں تغیر پیدا کر دیتے ہیں، اور بعض تو بس! چڑیل ہی کی طرح معلوم ہوتی ہیں، کہیں رُخسار، کہیں ناک اور کان کی پلاسٹک سرجری کرا کر تغیر کرتے رہتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

علماء کرام نے فتویٰ جاری کیا کہ کوٹ، پتلون، ٹائی وغیرہ اہل کتاب کا شعار ہے اور احادیث میں غیر مسلموں کی مشابہت سے روکا گیا ہے چہ جائیکہ اُن کے شعار کی مشابہت کرے۔ حتیٰ کہ طاعات میں بھی اگر کہیں تشبیہ باہل الکتاب ہو تو وہاں بھی شارع علیہ السلام نے اضافہ کر دیا ہے تاکہ مشابہت لازم نہ آئے۔ اس بناء پر انگریزی لباس میں عُرف کا لحاظ کرتے ہوئے بھی جواز پر فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ (الفاروق ۳-۴-۵۰)

اگر کوئی عورت یوں کہے کہ میرا شوہر فیشن کرنے کی اجازت دیتا ہے یا حکم کرتا ہے کہ کرنا ہی پڑے گا! تو اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر کے لیے تو شرعی حدود میں رہ کر خوب فیشن کرے، البتہ اللہ و رسولؐ کے خلاف کسی کی اطاعت نافرمانی والے کاموں میں ناجائز اور حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تشبہ بالکفار کی تفصیل حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تشبہ بالکفار امورِ مذہبیہ میں تو حرام ہے اور شعارِ قومی میں مکروہ تحریمی ہے۔ باقی ایجادات اور انتظامات میں جائز ہے وہ حقیقت میں تشبہ ہی نہیں۔ (الحدود والقیود)

صاحبو! کیا یہ حیرت نہیں (بندہ کے نزدیک ظلم ہے۔ ابراہیم) کہ برطانوی جرنیل کو تو یہ حق ہو کہ وہ جرمن وردی کو جُرم قرار دیدے کیونکہ وہ برطانیہ کا دشمن ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق نہ ہو کہ آپ دشمنانِ خدا کی وضع قطع

کو جُرم قرار دیں؟ مگر اسلام میں تعصب نہیں۔ چنانچہ تشبہ بالکفار کے مسئلہ میں شریعت نے تفصیل کی ہے کہ جو چیز کفار ہی کے پاس ہو اور مسلمانوں کے یہاں اس کا بدل نہ ہو اور وہ شئے کفار کا شعارِ قومی یا اَمرِ مذہبی نہ ہو تو اس کا اختیار کرنا جائز ہے جیسے بندوق، ہوائی جہاز وغیرہ ـــــ اور جو ایجاد ایسی ہو جس کا بدل مسلمانوں کے یہاں بھی موجود ہے، اس میں تشبہ مکروہ ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی کمان سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ عربی کمان استعمال کیا کرو اللہ تعالیٰ تم کو اس کے ذریعہ سے فتوحات دیں گے ـــــ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عربی اسلحہ ہی سے صحابۂ کرامؓ کو فتوحات عطا فرمائیں۔..... اس میں اسلام نے تشبہ بالکفار سے منع کیا ہے کہ اس میں علاوہ گناہ کے ایک بے عزتی بھی تو ہے کہ بلا وجہ اپنے کو دُوسری قوموں کا محتاج ظاہر کیا جائے۔

بقیہ صفحہ ۳۶ سے آگے (وسطِ ایشیا، توران ....)

سلجوقیوں کے زمانے میں بھی ماوراء النہر کا امیر اپنی آزاد حیثیت کا نمائندہ تھا۔ چنگیز خان کے اخلاف میں تیمور نے جو وسیع و عریض سلطنت قائم کی اس کا دارالحکومت سمرقند تھا۔ اسی لیے اُس دور میں ماوراء النہر کے ایران کے تابع ہونے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس علاقے کے خوانین برائے نام ایران کی مرکزی حکومت کے تابع کہے جاسکتے ہیں مگر یہ تابعیت ویسی ہی ہوگی جیسی کہ آلِ بویہ کی عباسیوں سے تھی۔ اس نقطہ سے قطع نظر اب تک کی بحث کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات یقینی طور پر کہنی مشکل ہے کہ توران اور ماوراء النہر کے الفاظ ایک ہی علاقے کے لیے استعمال ہوتے تھے یا دو الگ الگ علاقوں کے لیے؟

جدید علمی انکشافات وانکشافات نے قدماء کی بہت سی نایاب اور بظاہر مفقود و معدوم تحریروں سے ہم کو آگاہ و آشنا کر دیا ہے۔ اب یہ بات ہمارے دور کے افراد کے لیے آسان ہوگئی ہے کہ وہ قدماء، متوسطین اور جدید دور کے تاریخ و جغرافیہ نگاروں کے رشحاتِ قلم کا دیدہ ریزی اور عمیق نگاہی سے مطالعہ کرکے اس دور کے قاری کے لیے یہ بات واضح کر سکیں کہ کس دور میں کونسا علاقہ ترکستان کہلاتا اور کون سا توران اور کون سا ماوراء النہر؟ علاوہ بریں یہ بھی واضح کر سکتے ہیں کہ وسطِ ایشیا کا لفظ قدماء کے یہاں کن معنوں میں استعمال ہوا ہے، متوسطین کے یہاں کن معنوں میں اور آج ہم اس لفظ سے کیا مراد لیتے ہیں؟ سارا مواد ہمارے سامنے بکھرا ہوا ہے، ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ جدید ترین علمی طرزِ عمل کو اپناتے ہوئے اس بکھرے ہوئے مواد کو بنیاد بنا کر مسئلہ کو حل کر دیا جائے۔